

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

احمد رضا احمدی صاحب کتاب و خطاں ان منساب و گریبان سرایابی
 احمد رضا احمدی صاحب کتاب و خطاں ان منساب و گریبان سرایابی



حسب قولی خان و نیشان جناب نیاز محمد خان صاحب اسباب
 کوثر الی چوک کدوہ خلونہ اسلاف و معصوم مرقدہ پیر اول و شہداء

مطبع واقعہ کربلا
 مطبعہ نالک منوہ مطبوعہ

تقریظ از تصنیف شاعر عظیم النظم فرشی سید امیر حسن صاحب
امیر خلع اکبر فرشی محمد عبد البصیر صاحب حضور بلوچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود عالم وہی واجب الوجود ہے کہ جسکی ذات ملک آدم کی سجود و اگر
سر کلام محکم حقیقی کا نام نہ لیا جائے تو سراپا کلام موزون و طرز نایاب و
مکر مضمون با عی پر حواس خمسہ تیرہ و تے ہیں و سکاو مطالب پرچ سے
شش و پنج میں پر کر شد در ۵۰ نامشربان گفتہ از بخروندی
وصفتن بلان گفتہ از بخروندی ست ۱۰ القصہ حیانست کہ و انم گفتن ۲۰
انصاف چنان گفتہ از بخروندی ست ۳۰ یعنی جس جگہ شیران معرکہ سخن
اظهار بیدست و پائی کرین ہم و ناچیز کیا معرکہ را کی کرین لہذا لکھ نام
تقریر برائے نام امیر اس کوچہ سوز گزیر کرتا ہوا و مطالب اصلی پریم و
اکرم تصنیف اگرچہ بدیع نہیں تو اختراع ضرور ہے اختراع میں بھی
اگر کلام ہے تو ایک جدت لاکلام ہے حضرت شاہ ارطغر صاحب
جنکی خدا دانی مانی ہوئی ہو اور یزدان پرستی گویا سیرات ہر ایک شہ
و معروف سالک مجذوب صفت اور مجذوب سالک ناہین حضرت
شاہ نجات اللہ قدس سرہ العزیز (جو اس فقیر کے بھی درجہ انجلی
کے ساتھ ایک واسطہ کر کے الکا سلسلہ ارادت منہی ہوتا ہی کیونکہ آپ کے

مرشد خاص خود و عالم مولوی دَم علی پیرانِ روه مرید حضرت شاه ساجد
 قادری نقشبندی کی پیرانِ شیک نہیں کہ مولوی دَم علی صاحبِ کرم دیوان اور
 معتقد و مخیر سیاحانِ بارت علی شاہ صاحبِ مرقبہ فقر یا ایضا کسی کو نصیب نہیں
 آپ کو مرید و مکی یہ کثرت ہو کہ آپ بذات خود اون سب کا انحصار فرما سکتے ہیں
 اور نہ آپ کو تشریف حاصل کیا نام اور نشان و پتہ بتا سکتے ہیں ہ صاحبِ اگر تین
 بھی مرید و مکی تعداد ہی پر بھی لگی ہیں و سن سال کی بزرگترین بھی سبق تو
 آپ کم نہیں ہیں چنانچہ آپ ہی کو معتقدوں و مریدوں میں مخیر ہمارے مرید
 و مخلصانِ مثنوی محمود علی خاں صاحبِ صلیحہ پلینش پیر متوطن قبضہ سبھو
 ضلع بارہ بک کے مرید واقعی غرض نصیب ہو کر پیرانِ دہر فرمانروایانِ ملک کو
 رکھا بادشاہ وقت کو دلیں جگہ کی و دھر ہر اہل شد خاصانِ کرام و مخلصین کو
 ازلی بقیت بسالی جان شد و اشارت اللہ الغرض جنابِ حضرت شاہ صاحبِ کرم
 مین مثنوی لکھی ہو کر کوسرِ ایلی مبارک کی تعریف کی ہو نام مثنوی کی ابتداء کمال
 روشن میر و کویاں میں بات کمال ہو جو شعر ہو عقیدت کی جانِ صبر و کرم
 کی روح و روان ہو مضمونِ زونِ خاصہ ہی حصہ کی خوبی ہی کا حصہ ہو
 ساری مثنوی اراد مند و مکی و حرز جان ہو اور کل کلام کل روح عقیدت مند ان کو
 غشا تصنیف مخیر اظہار عقیدت و محبت ہو نہ ہو و نہ ہو و نہ ہو و نہ ہو و نہ ہو و نہ ہو
 کلام جو خدا کی تائید ہو کو مقبول عام کرے اور عابد و مومنین کو طفیل میں مقرب کرے
 بخیر انجام کرے آمین ثم آمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p> ہستی نعت محمدی کی باری و کھلائے جو اس جگہ طلاق آں و اصحاب ہمسرا نش کچھ میرے اراد و تکی خبر ہے کچھ تو مری خواہش و نہیں کی کر و یکھوں رکھتی ہو کیسی قوت کتنی موزوں تھی تھیں آئی ہر جا پہ ترا ہو بول بالا ساوی ہے بول چال نبی ٹو کے جو کوئی منہ کی کھاتے </p>	<p> بعد حمد جناب باری لیکن یہ کسکی تاب طاقت سرور و روحی روانش اسی فکر بلند تو کدھر ہے اے ذہن رسا مری مدد کر اے طبع و کھا دے اپنی جوت چھوچی ہے کہاں ہی سالی انداز سخن رہے نہ والا رنگین کرنا نہ مثال اپنی وہ شستگی رنگی در آئے </p>
---	---

جوبات ہو سچ وہی بتانا
جب آئینہ سخن دکھائے
آئے وہ سخن میں آبداری
ہر حرف اپنی وہ نوک کھلائے
مضمون وہ آ کے مجتمع ہو
بندش کسی جگہ پہ ہو سست
ایسی ہو تری تلاش عمدہ
رکھو غنی اور غریب نسخہ

بے پر کی کبھی نہ تو اور آنا
طوطی تیرا بھی بول جائے
ہر شعر بنے چھری کٹاری
نشتہ کی طرح جگر میں چھو جا
جو شعر ہو سہل متنوع ہو
جو ہون الفاظ خوب ہوں پت
ہر حرف ہو خوش قماش عمدہ
یہ مثنوی ہو عجیب نسخہ

تمہید

کیسی ہے مسرت اس قلم کی
آکی یہ دوات میں کرامات
بنتی ہے سیاہی روشنائی
صفحہ کاغذ کا بھی ہے پر نور
دل نے کہا کچھ مجھے خبر ہے
وہ ہیں اک آفتاب عالم
یعنی وارث علی شہنشاہ
پیر و مرشد جہان ستودہ

باچھین ہیں گھلی ہوئی قلم کی
آبجھوان درون ظلمات
یہ روشنی کس طرف سے آئی
آیا یہ کہاں سے جلوہ طور
کہد و نمین کس کا یہ اثر ہے
وہ ہیں اک نیر مجسم
دنیا میں ہر اک ہوا و نسے آگاہ
ایمان کے قبلہ دین و کعبہ

مشہور زمانہ ذات عالی
افزون تحریر سے کمالات
کہی کیا اونکی خرق عادات
بادل کی طرح فلک پہ ہوا وج
رکھتی ہیں یہاں بی بی یہ قابو
وہ ڈرے کو آفتاب کر دین
ادنی کو بنائیں دم میں اعلیٰ
جگنو کو اونٹن کا مہ کر دین
ہر وقت نماز کا تہیا
روزہ گھیرے ہو سب اوقات
کہنا کیا اونکے صاف دل کا
کم گھانی سے ہے کمی بدن کی
طاعت ریاضت اونکی ہر
درویشی لگی ہوئی قدم سے
ہی یاد خدا کی رات اور دن
تلا ہر کا نہیں خیال کچھ بھی
ہر سمت اونھیں کا ہی یہ جلو

بی بی و عبدہ صفات عالی
بیرون تقریر سے کمالات
چھوٹا منہ اور بے بڑی بات
دریا کی طرح زمین پہ ہر موج
اونکا ہے دو جہان پہ قابو
قطرے کو درخشاں کر دین
کمل کو چھوین تو ہو دو سالہ
بٹھلا کے گدا کو شاہ کر دین
کعبہ میں بچھا ہوا مصلا
منظور حضور ترک لذات
حج اکبر طواف دل کا
دیتے ہیں زکوٰۃ جان تن کی
ہی نفس کشی جہاد اکبر
ہی فقر کو فخر اونکے دم سے
ہر دم رہتا ہے شغل وطن
کچھ کہتے نہیں ملال کچھ بھی
سارا یہ اونھیں کا ہی کوشما

ہر شے سے عیاں ہو لوہا و لکا
 گریہ پرستی چاہتے ہو
 ہانکی جو زمین و آسمان کی
 اندیشہ کفر و دین نہ کرنا
 کرنا چاہو جو ضبط اوقات
 خاطر میں ہے اونھیں کی تنویر
 و نترات رہو اونھیں بہ شیدا
 سو جانسی ہو فدا اونھیں
 الفت رہے دلہین و نکاحی
 سینہ میں بھر رہی ہو محبت
 آئے نہ ذرا قرار و آرام
 پاؤں میں ہے جنون کا چکر
 بیچین رہا کرے طبیعت
 دم آٹھ پہر نکل رہا ہو
 یان خلد کی حور فی نسوجھے
 را تو نکرو نہ اشک یزیدی
 لوگے کیا ہو کے عابد خشک

ہر چیز میں ہے ظہور و لکا
 جزا و نیک کسی طرف نہ کیو
 ستانہ کسی فرشتہ خان کی
 دم آٹھ پہر اونھیں کا بھڑا
 بیٹھنا کلمہ اونھیں کا و نترات
 انکھوں میں بھرے اونھیں کی آتش
 ہر وقت رہے اونھیں کا سودا
 دیوانے رہو سدا اونھیں پر
 وہ ہوں مشوق تم ہو عاشق
 داغ جگر میں ہے محبت
 ہر دم رہی ذوق و شوق سکام
 وحشت ہی رہی سوار سر پہ
 دے در و جگر کھینچی فرست
 ہر دم سکرات کا نرا ہو
 تھک کبھی دور کی نسوجھی
 خندان خندان ہوں صبح خیزی
 بننا ہرگز نہ زانہ خشک

ساک نہ نو نہ نو نہ مجزوب	عاشق رہو او نکلے ہی ہی خوب
جو چاہتے ہو وہ سب ہی ہو	اک کوزر میں بند و جہان ہے
اک قطرے میں ہی عجیب لاطم	ہی موجزن او میں ہفت قلزم
ڈری میں سب کے سب ہی سبکت	سیار ہوں یا کہ ہوں تو ایت
وصف عشق	

ہر دم رہو مست بادہ عشق	گرم رفتار جاوہ عشق
سب سے بہتر ہے مشرب عشق	مذہب رکھنا تو مذہب عشق
کانو سے سنو فسانہ عشق	بویا کرو دل میں دائہ عشق
کافر نہو اور نہو مسلمان	ہو عشق ہے اپنا دین ایمان
ہی قابل دید سیر عاشق	ریشک کعبہ ہے دیو عاشق
ہو عشق حقیقی یا مجازی	دکھلاتے ہیں رنگ عشقی
عشق دکھائے گرتا شا	ہو جائے اُدھرا دھری
جانے نہ خدا کو غیر عاشق	ہی سات فلک پہ سیر عاشق
باطن کو بناے ظاہر عشق	مومن ہو جائے کافر عشق
نیرنگیاں عشق کی ہیں مشہور	دنیا کا خرابہ اس سے محمود
عشق اپنا اگر نہر دکھائے	جو ہو نسل کے وہ کرو دکھائے

کاغذ کی ناو چل رہی رہی
 اس بحر میں کھا رہی ہو غوطہ
 مژدہ مضمون کے ہو گئے دھیر
 دین نور سی نور سرتا پا
 تشبیہ ضرور ہو گی ظاہر
 کھینچو انسان کا کوئی خاکا
 حکے کثرت میں نور وحدت
 تصویر اپنی کچا پیے آب
 اب ہو بہت تن اس میں مصروف
 دیکھو مری بقراری نل
 نالے دو چار میرے سنلو
 دیکھو اشکون کا میرے دریا
 دیکھو مری جان ہی کی گاہش
 تقریر کو کر رہا ہوں تحریر
 صورت میں درآگئی حقیقت
 کرتے ہیں فرشتے جسکو سجد

مذی طبع روان ہی ہے
 اب فکر گار رہی ہو غوطہ
 تصویر کے بنے میں نہیں رہے
 مرشد کا لکھو گے کیا سراپا
 تنزیہ سی یہ جب آئیں باہر
 لکھو اوسوقت اک سراپا
 بی رنگی میں نگ کی ہو رنگت
 مرشد سے کہو کہ آئیے آپ
 کر دیجیے اور شغل موقوف
 دیکھا جا ہو جو رقص بسمل
 گانا سنے کا ذوق اگر ہو
 سیروریا کا ہوا رادا
 سب سے کی اگر ہو دل کو خواہاں
 دیکھو اب کچھ رہی ہو تصویر
 انسان بنے خدا کے قدرت
 یہ ہی اوس آدمی کا پتلا

وصفِ قدرست تبتِ قم ہو
جو کچھ لکھوں ہو راست ہی
کیسے کیونکر نہو گی گستاخ
گر سو کچھ بھی سر لکالا
شمشاد کی کچھ نہیں جھنیت
ایمان کا الف ہے قد والا
قامت یہ نہیں چرکن ہے
اتنی ہی میں جی تی ہو خجائج
کیسار تہ بلند پایا
اس قد کو جو نخل طور کیسی
اللہ نے وہ شجر لگایا
دنیا کا قیام اس سے اظہار
تشریف جو گھر سے لائیں
و شمع جابین کیچکے رنگ
جو کچھ ہو ہاتھ میں وہ کیجی
مجھ کو اے قدر ہی قسم ہی
دم اپنا نہ انتظار پر کیجی

شاخِ سدرہ کا جب قلم ہو
اوسمیں ہرگز نہو کم و کاست
طوبی میں لگی ہو کونسی شاخ
کر دینگے ہم اوسکو خوب سیدنا
گڈ جائے جو دیکھو لو وہ امت
قائم رکھے اوسکو مقتعالی
ہمکو ہر طرح سے یقین ہی
پڑہ لے قد قامت الصلوٰج
ہی عرشِ خدا کا ایک پایا
سایہ کو خدا کا نور کیسے
ہی نورِ ظہور جسکا سایا
گو یا خط استوا نمودار
ہو جائے عمودِ صبح ہر
اوڑ جائے تمام چہر و لکارت
بس صبحِ مخالفوں کی ہو جا
دشمن کی سزا کو کیا تو کم ہی
انکو اس وقت وار پر کیجی

محشر کا قیام کچھ نہ پوچھو
آجائے گھڑی گھڑی قیامت

اندازِ خرام کچھ نہ پوچھو
رفتار میں آئی جب قیامت

وصفِ گیسو

ہے پائے قلم میں سطر زنجیر
لیتا ہے قدم قدم پہ ٹھوکر
قلا بے زینتِ آسمان کے
تقدیر کا بل ابھی مٹا جائے
کرتا ہوا سر پہ اینا سایا
اس سے بڑا کہ ہے کسی تقدیر
جنسے ہے مشامِ روح شہو
خلقتِ مجنون بنے وہ لیلی
محبوسِ کانچن لاکھوں اوسکے
بند شیرازہ مریدان
انسان کے گلے کا طوق
جمعیتِ خاطر پر نشان
کہلنا جسکا ہو سہل و مشکل
دولت دنیا کی ہاتھ آجائے

گیسو کے وصف کیا ہوں تجر
کرتا ہی قلم اولجہ اولجھک
اب چاہیے خامہ کو ملا د
تحریرِ صفت جو راست آجائے
اب رحمتِ آمنت کے آیا
ہی صدر نشین جانی توقیر
مشکین اور غنیرین وہ گیسو
خوشبو ہی جہان میں اوسکی پھلی
دیوانے جہان میں لاکھوں اوسکو
نارِ گیسوئے غیر افشان
ہر حلقہ ہے حلقہ اطاعت
پیچ و خم و تاب زلفِ بچان
ہر عقدہ ہے اوسکا عقدہ دل
گر سلسلہ اسکا کوئی پاجا

دلہاؤں کیسے کیا ہیں شاہان
جو بات کہو نہیں سب کو سن
بچو دھو ہوش کو بے حال
اچھی نہیں اسکی شوگانی
یہ زلف نہیں ہے ہر شہر
چھوٹی بڑے مرحلوں پر یہ
جو چچ میل سکے آگیا ہے
جس شخص نے اسکی تھوڑی

خوش آئی ہو سیرستان
اسمین نہیں فرق یک سر
یاں بال کی کھال لٹکاں
کیسی مافات کی تلافی
اسکی نہیں چاہتا کوئی تہ
اس سے کیا کیا بلوں پر یہ
سید ہاڈھڑا مہی چلا ہی
دارین سے پاگیا رہا ہی

وصف سر

اے خامہ زہرا مری و کبر
لکھ پاؤں اگر میں حیر
سر کا تہ یہ وصف سر ہی
ایسی اشعار لکھے پر مغز
دیکھو کسی باب میں فرق آ
ہی عرش خدا سر مبارک
سب سوا دنیا ہی اسکا رتبہ
رہتا ہی بلند یہ ہمیشہ

تحریر نہ تھائے سر میں کدھر
ہو جای بڑی مہم مری سر
سر دفتر حسن و لبر ہی ہے
از سرتاپا ہونا در و لغز
چار و نظرت او کی جھوم ہو
اسمین کچھ شبیر ہی نہ کچھ شک
ایسا ہی جہان میں کس کا رتبہ
محفوظ گزند یہ ہمیشہ

قبیہ ہے زمین و آسمان کا
یہ ہے درج در درخشان
سیدان شرف میں گویا
ہے موج حدوث سی نمایان
واحد کا جمع سے ہے اظہار
اس مجید کو تو ہی جانتا کہ
اسباب انا نیت عتیا
اور عرش ہے دماغ اوکا
صدقے کر ڈالیں انبی جانین
قدرت کیا خود اشیہ پایا
عامہ کی کچھ نہیں ہو حیات

سر ہو سرتاج دو جہان کا
یہ ہے اک بیج مہربان
ہی قطب شمالی یا جنوبی
اے بحر قدم جباب نہان
اسرار سے سر ہوا نمودار
مفرد ترکیب سے بنا ہے
اس سرین خدا ہی کا ہے سودا
روشن گھر گھر ہے رانج اوکا
جن لوگوں کے دیکھیں سبکی شانین
ہر دم جو برہنہ سر کو پایا
اس پر نہیں تاج کی ضرورت

وصف پیشانی

تیرا سا نہیں کسی کا جہہ
اک ایک ہو لفظ نورین
ہو جاہ و جلال کی نشانی
تحریر چاک رہی ہو اسکی
آئینہ لامکان جبین ہو

اے خامہ کرب شہا جہہ
ایسے مجھ کو دکھا مضامین
پیشانی کمال کی نشانی
تقدیر چاک رہی ہو اسکی
صورت مقصود کی یہین ہو

سرنامہ بوستان قدسی
ماہِ کامل عروج پر ہے
موقع لبِ جشن کا ملا ہے
خوش ہو جیسے صبحِ عید آئی
ہر وقت رہا کرے شگفتہ
لاکھوں کرتے ہیں جہیزائی
جسمینِ نیک شگن ہی کچھ نہیں ہے
خواہش نہیں نام کی نگیں کو
لکھی ہوئی کاتبِ زل کی
جو کچھ چاہا وہ لکھ ہی ڈالا

ویسا چہ کلستان قدسی
روشن پیشانی سرسبز ہے
گویا نور و ناز آگیا ہے
مدت کے بعد دہی کھائی
آئے نکمھی کسی پغصہ
اوس تک ہوتی نہیں سبائی
لوح محفوظ یہ جبین ہے
سجدہ سے غرض نہیں جبین کو
تختی ہے یہ علم کے عمل کی
ہی بات کوئی پکڑنے والا

وصف ابرو

کیا تیغ قلم میں آگئی آب
کٹ کٹ گئی دیکھ کر اس غبار
جنسے اللہ ہے نگہبان
کر دین ابھی قتل عام ظاہر
ٹکڑے ہو جگر تو دل ہو پیار
لینا جانوں کا کام انکا

وصف ابرو میں نعل ہو بیتاب
لکھے وہ آبدار اشعار
یہ دو شمشیر ہیں وہ بران
گر آئین میان سے وہ باہر
کر دین جو کبھی ذرا اشارہ
شمشیر قضا ہی نام انکا

گر کچھ چاہیں یہ کبھی کمانین
 دو نو ابرو ہین قباب توہین
 کھولے ان کنجیوں سے عالم
 ہر کو دورخ کی کیا ہوسیت
 ہین یہ مدد فر خدا کی
 ہر کام میں ہین یہ استخارہ
 جسے یہ نون نفی دیکھا
 انکار کی کچھ نہیں ضرورت
 پایا کچھ یا کہ کھو گیا سب
 اچھی صاحب کمال نکلے
 ذوق طاعت جو ہو آؤ
 انکا اگر اشتیاق رکھے
 خوبین یہ دونو جفت و طاق
 بیت ابرو کی یہ عجب نشان
 وہ ہین مصرع پر ایک مضمون
 ابرو کی سبحون نے ابرو کی
 جس شخص نے انسودل لگایا

نکلینگی تیر ہو کے جانین
 دل کی آرام روح کی چین
 قفل دہا سے بستہ خم
 موجود ہے یا ن کلید خست
 ہر جا پہ جگہ بلند یا لی
 حرف کن انکا اک اشارہ
 دل میں پیدا ہوا ہو کھکا
 اثبات کی کچھ نہیں حاجت
 جو کچھ ہونا تھا ہو گیا سب
 اک عید میں دو ہلال نکلے
 زیر محراب سر جھکاؤ
 طاعت بالائے طاق کھیر
 صدر فے جن پر ہو جان شاق
 گویا اس شہنوی کی ہے جان
 وحدت کثرت سے دونو جو
 دو شاخ ہین نخل آرزو کی
 اوس کا ثمرہ اوسی نے پایا

وصف مترگان

مترگان کو وصف کچھ لکھوں کہ
تعریف پہلی ہو یا بدی ہو
دو چنگل باز ناز کی دین
کرتی ہیں جو ہر ہم آنکھیں
لیجائیگا کون آگے بازی
مترگان کہ جدہ کو واپس جانیں
خنجر لیے دشمنان اگر ہیں
لینا جانوں کا جان انکا
مترگان کی جو عشق میں ہو ہیں
ابتر ہو دشمنوں کی حالت
خواب آرام سب ہارین

ہو آب و وات آب خنجر
خامہ مرے ہاتھ میں چھری ہو
دو پنجو کشتنی باز کر ہیں
لڑتی ہیں انھیں کو بل بوتے
سیکھ کوئی اسے نیزہ بازی
سو تیر جگر کے پار ہو جائیں
اونکی رگ جان کو نشتر ہیں
عریانی ہی ہی میان انکا
کانٹے دل میں چھپی ہو ہیں
پتھر مردہ رہا کرے طبیعت
دنرات کبھی پلک نہ مارین

وصف چشم

آنکھوں کی صفت میں لکھ گیا
لغزش کیونکر نہورقم کی
تھخے یہ بڑی ہی ور کی ہیں
چشم لکی نہ گری کبھی دبل کے

خامہ ہاتھوں میں ہو گیا ست
مستانہ چال ہے قلم کی
دو جامے طہور کے ہیں
بھیجے ہوئے ساتی ازل کے

یابن کھیتو ہی سرور ہو جای
 بھولے دور فلک کا قصا
 دوشی کا ظہور ایک ہی ہے
 آفت کی روشن خجی کے رام نے
 شیر و لکاشکار کرتے ہیں یہ
 لڑتی ہوں اسو جلی نکھین
 دو ترک جھانشا رہن یہ
 اللہ کی ہے پناہ اتنے
 دینا بھر کی نظر سے گر جا
 لے ڈالین چوسا مری پائین
 ایک کھیل ہے مارنا جالانا
 دیتی ہی نہیں ہو تو دکھائی
 ملتی نہیں اک نظر کی مہلت
 ہوتیری نگاہ لطف درکار
 بھولیسو کبھی تو یا کرنا
 دیکھینگے ان انکھو نکو کرشمے

پنی کا تو ذکر دور ہو جای
 ہو کر دس نجات کا نہ شکوا
 دو آنکھ کا نور ایک ہی ہے
 ورنہ یہ آہو سے صرم ہیں
 جب آنکھیں و چار کرتے ہیں
 جھپکینا کسی سے نکالی نکھین
 دو ہندو سیاہ کار ہیں یہ
 کس طرحے ہو بناہ اتنے
 یہ آنکھ اگر کسی سے پھر جا
 عیسیٰ کو یہ بجزہ سکھائیں
 دینا ہوا انھیں نہ کچھ دلانا
 اسے نرگس باغ و لربا کی
 کیسا سمجھے آیا خواب غفلت
 ابتر ہے حال عاشق زار
 چاہے گر محکوشا و کرنا
 اپنے جو کہیں نصیب جاگے

وصف گوش

موتیے دوات پہلے بھرے
 کانوں کی صفت سناہی کیجو
 بحر عورت کے دو صندوق ہیں
 دو ہیں برج دُر درخشان
 دو خوبی میں غرق حوضہ نور
 تاریکی میں دو چہرے روشن
 دو پھول یہ غیرت چمن ہیں
 بھاگین کانوں پہ ہاتھ دھڑکے
 قصداً اس کا حق ہو اور کھیل
 غیبت نہ بنیں کبھی کسی کی
 فوراً ہو جائے گوشمالی
 باہر کرین کان ہی پکڑ کر
 آگے ہوئے اور چلیں بھڑکے
 یہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

کانوں کی صفت قلم جو لکھے
 ولیمین سے کہ کچھ کہا ہی کیجو
 یہ معدن گوہر شرف ہیں
 دو ہیں چستار ہائے رخشاں
 دو حسن سے پُر ہیں جام بلور
 کانوں کا وہ زیر زلف چمن
 اچھے نسربین نسترن ہیں
 آئین خوب بڑے بڑے سخنور
 توصیف ان کی کبھی نہیں پہل
 ادنیٰ سی یہ کانوں کی ہو خوبی
 بدگو کرے لاکھ خوشمقالی
 خدام کو رحم ہو نہ او سپر
 دیکھو کوئی اگر بنا گوش
 کچھ حسن ہو کچھ کمال بھی ہے

وصف بینی

ہو ہاتھ میں خامہ شمع کافور
 ہر حرف دکھائی اپنا جو

وصف بینی اگر ہو مسطور
 آنسو وین لفظ ہو وہ روشن

نکلی یہ اوسیلی سوچ اور بھر
جاگے اونسے نصیب بیتی
نرگس کے گے ہوئے ہیں چھوٹ
پیارے عصاے سیمین
اک تیرین دو بنے ہیں سوفا
پایا بینی کو سرد و یکتا
خود بینی کبھی نہ اوسکو بھگا
چاندی کو ورق میں لک الفبا
دوراہ ہیں نیوی و دینی
اکر یہاں تاک ہیں رگڑتے
خوش بوہی بہشت انہی سوچی

ہے چشمہ بہر روئے انور
مکھن جو ہرین قریب بینی
شاخ گل میں خلاف معمول
بیٹھے ہوئے ہیں ہوا و مگین
حیرت کی جاگہ ہے اوردل زار
جب دفتر حسن کو کیا وا
آگے بیکے ہے سر جھکائے
بینی رخ پاک پر عجب شہی
دونو سوراخاے بینی
خوبان جہان نہیں کرتے
بو کو کی نہ زشت اسنی سوچی

وصف خسار

ہو مثنوی سعدی کی گلستان
مضمون بیانی حکایت
جھڑنے لگیں پھول سن سن
برگ گل تر ہر اک ورق ہو
دنرات کی روشنی کے آثار

کر خامہ ثناے روئے جان
ہو رنگ برنگ نباتات
رنگینی ٹپکتی ہو سخن سے
کاغذ بھی چھو لون کا طبق ہو
ہیں شمس قمریہ دونو خسار

دوولی نہو کیونکر اب اور تاب
دیکھو ن خسار سہ سے پر نور
میں طرفہ دل و دماغ کا ہونا
مجھ سے نہ اوڑاؤ لن ترانی
بیہوشی کبھی نہ آئیگی یان
خسار و نکا ہو عجیب عالم
ساری خط و خال و سب کو سو کے
آئے ہیں یہ بھول کس جن سے
و تو متقی ایک جا و صری ہیں
کیساں ہو بیان چسپاں تر قج
دونور خسار گورے گورے
بہر کی تمام زینت اسے
بہر کی ہر ایک شے خوشی لوب
یہ چہرہ خوب اب جو وہی
کاغذ ہیں سفید و سرخ خسا
ہی چشم و منہ و دوات و فقا

یکجا ہو سے آفتاب ہتھاب
موسیٰ کو دکھاؤ جلوہ طور
پر و انہ او سی چرخ کا ہونا
لائے ہو کہاں کی یہ کہانی
خود رنگی بھاگ جائیگی یان
مصحف سے نہیں ہیں کچھ بھی ہم
نقطے اعراب پورے پورے
لائے ہیں حقیق کس جن سے
سرخ و سفید سی بھرے ہیں
ہر رنگ شفق سفید صبح
سرنیک ادھر او دھر ہیں دوڑی
ہر عضو میں ہو لطافت اسے
اور ایک ایک بڑھ کے ہی خوب
و فتر اک حسن کا گھلا ہے
خال و خط سے حوت تیار
تحریر ہو جسے حکمت نامہ

وصف خال

اب لکھتا ہے وصفِ خالِ غا
 ہر لفظ وہ عمدگی دکھائے
 خالِ رخ لا جواب نکلا
 انوارِ آلہ کی نشانی
 خوشبو کا ہر ظاہری لاف
 گلزارِ شرف کا پھولِ شگین
 رنگین چہ دیارِ روسی
 دیکھو تو ہندو سیہ بخت
 دولت پا کر بھی بخت سو جا
 اسکا نہ پڑیگا رنگِ چمیکا
 یہ کیا محمود کہ رہے ہو
 جو چیز کہ لائقِ ثنا ہے
 میں تو اس بات کا ہونچا
 جو دلِ غم سیاہ ہو کے نکلا
 پہلی یہ میری آنکھ کی ہے
 درِ نوجوان اس سے نور پیدا

لکھولا جاتا ہے قالنامہ
 اک نقطہ پہ بھی نہ حرف آئے
 کیا نقطہ انتخاب نکلا
 یہ نورِ سیاہ کی نشانی
 کیسے اگر اوسکو مشکناں
 خویلو فلک کا عقدِ پروین
 میداغین گوئے آبِ نوبی
 زرین یہ کہاں سے پا گیا تخت
 سونے سے منہ سیاہ ہو جا
 دشمن کے کانگ کا ہوشیکا
 مدح و ذم کی تیسرے کیسو
 اوسکا کہنا برا برا ہے
 تخمِ الفت یہ کس نے بویا
 جل جہنم کا جان کھو کے نکلا
 دل میں سے اس کی روشنی ہو
 تل آنکھ میں دل میں ہو سوئے

وصفِ بدین

محمود اپ صف ریش لکھو
 خامہ سے کہو ذرا ادب سے
 یہ ریش خدا کا نور ہے یہ
 اقداس کا نگاہبان ہے
 ہے مرسلہ جناب یزدان
 جسکی وس تک ہوئی سانی
 منکر کو اگر ذرا دکھا دین
 غصہ سے جو اسپہ ہاتھ پھر جا
 نشانہ سے جو کوئی بال ٹوٹے
 لیجائیں اوسے وہیں راکر
 اوسکو تارِ نطنبہ بنائیں
 کیونکر نہ ہو وہ عزیز انسان

ہو قبلہ رخ اور ادب سے بیٹھو
 کاغذ پہ ہر ایک حرف لکھو
 سچ و دو چراغ طور ہے یہ
 یہ مصحف رخ کا جزو دان
 فرمان شفاعت مریدان
 دستاویز اوسکے ہاتھ آئی
 اوسکے منہ کے دھوین اور دان
 دنیا سو آفتون میں گھر جا
 ہرگز وہ مریدون سے بچھو
 رکھیں آنکھوں میں بھینچا پڑ
 آنکھوں کے نور کو بڑھائیں
 بال و سکا ہر ایک ہو رگ جان

وصف لب

وصف لب میں قلم ہے گویا
 لیکن ہے دوات ساغری
 پہلے کچھ ہوش کی دوا ہو
 دیتے تقدیم اگر دہن کو

مضمون شکر کا ہو جویا
 تحریر کا ہوش یاں کسے ہے
 تب اسکی کہیں صفت نہا
 چپ کیجے بلب سخن کو

مہر خاموشی وان ہو لب پر
ہم پر نہ کھلا کبھی یہ عقدا
یہ لب وہ دین را جو لجا میں
اس واسطے وہ ہوے یہ پیدا
ہیں برگ گلاب دونو
نسبت اسے عتیق کو کیا
نادر یکتا زمانہ بھر سے
ان لب پہ اگر تبسم آجائے
حاصل ہو جائے گرفت لب
مردے ہوتے ہیں انس و زندہ

تائید سخن لیگی کیونکر
معلوم نہیں ہے کیا معا
ہم کو دونو جہان لجا میں
دین اور دنیا ہو ایک ہی جا
رنگینی میں لاجواب دونو
یا قوت کارنگل سے چیکا
یہ لعل ہیں قیمتی گہر سے
روتے ہو و نکو ابھی منسا جا
جام امید ہو لب لب
جان بخشی ہے بس انھیں کلمہ

وصف دندان

خامہ لکھتا ہو وصف دندان
مضمون دانتو نکویان بھڑپن
کاغذ کی عقل کیون نہو گم
تحریر ہو او نکی خوبونکی
کیا منہ میں ہن دانت پیارید
یہ دانت نہیں جنت کے موتی

ہر حرف ہے مثل روز و شب
دُر ہیں جو دوات میں بھر میں
نقطے روشن ہیں مثل انجم
ہر سطر لڑی ہے موتیوں کی
اک برج میں بھریے ستارے
ہیں یہ درج شرف کے موتی

ہم کو اب یہ بھڑ ہوئی ہے
وہ آئے یہ جو صبا ہو جسکا
یہ جنہیں ہیں گو عجیبے دہشت
بدگو چو کرے کوئی خطاب ج
گر کلمہ بد کوئی نکالے

دنیازیر وزیر ہوئی ہے
دیکھیں تو ہرانیہ دانت کسکا
دیکھیں تو ہیں وکرمہ میں کنت
پاے دندان شکن جواب ج
یہ جائیں وکرمہ میں چلا

وصف زبان

ہی وصف زبان قلم کو دیش
لیکن ہے زبان ماطقہ لال
اگویا کی کہانے ڈھونڈ لالی
کس تنگ ہن میں زبان ہو
وہ ماہی سرخ آبجیوں
ملنا اوسکا بہت ہے دشوار
اے بلب لغمہ خوان کہہ رہے
سنلوں کبھی میں بھی تیری آواز
منہ کو اپنے کبھی تو کروا
حق نے دی ہو وہ کچھ تانیر
تجائے گر آسمان سے کہہ

جرات تو ہو چلے کم دیش
کچھ منہ سے نکالنا ہے شکال
نبتی نہیں بات کچھ بنائی
کس غنچہ میں برگ گل تان ہو
ظلمات میں کئی ہے پہان
ہلنا اوسکا بہت ہے دشوار
اے طوطی خوش بیان کہہ رہے
ہو جائے سوز دل مرسان
کھل جائے مرا در تمنا
جھڑتے ہیں پھول فروخت تحریر
ہوئے وہی جو زبان سے کہہ

وصف قن

یان چاہ ذقن ہوا نمایان
ہر دم ہواوسی کنوی کا کشکا
کیا خوب ہو باغ خلد کا سبب
سب رو برواوسے حقیقت
جیسے پتون میں سید نہان
والا ہے نقاب منہ پر ہے
چاہ و نخب کہ چاہ کنگان
موجود ہے اس کنوی میں سوتا
آگ اپنی لگی ہوئی بجالی
خسبوش ہوا چاہ آبجوان
اونکو دل سینا اگرے ہین

ہی وصف ذقن میں خا میران
رکھی توصیف میں قدم کیا
پچھنے نہ ذقن کو کوئی سبب
دنیا بھر میں ہے جو جو نعمت
پوشیدہ ہو ریش میں نخلان
تا کوئی نگاہ بد نہ ڈالے
کیسے چاہ ذقن کو کیا یان
چہرے کا عرق ہے جمع ہوتا
جس شخص کو پیاس ہو وہ آئے
جمع ہو ویکہ بھا لکریاں
جو گرد اس کے چلے پھر ہین

وصف گردن

اب خامہ لکارا ہوا جگر
شیشہ میں میری کو ڈھونڈتا
دل چاہے کہ دیکھے شب و روز
کیا صبح امید عاشقان ہو

وصف گردن میں سر جھکا کر
مضمون کی تلاش کر رہا ہو
حسن گردن عجب گلو سوز
کیون یہ خستہ لف نہان ہو

دکھلائے اگر وہ اپنا جوہن
یہ خونِ شفق جو دیکھتے ہو
گردن ہے بلندیِ شمع است
ہی یہ اس درجہ صاف و شفاف
انسان نہیں جو رکلا ہو
بیتابی ہو سینے جسمِ آوا
ہی یہ مینا کے باو و نور
یہ وہ صیاد ہے ولاور
رہنا ہو شیار طائر جان

کٹھارے سیکڑوں کی گردن
کاٹا ہے فرشتوں کے گلے کو
ہوگی نہ کیسکی زیرِ منت
کھائیں جو چیز دیکھ لوصاف
سب کہتی ہیں نور کا کلا ہو
نغمہ سے نہیں ہو کچھ کم آواز
جسکے نشہ میں خلق ہی جو
جسکو کسی بات کا نہیں ڈر
دام لیسو ہے دوشِ بریان

وصف دست

اب ہاتھ کو وصف لکھ رہا ہوں
تحریرِ صفت کی طاقت
اب وہ ہنر کے ہاتھ پکڑا
مضمون کیا ہاتھ آگئی ہیں
وہ ہاتھ ہیں دستگیرِ عالم
گر یہ حاجتِ روا دل ہیں
وصفِ ناخن نہیں کہو ہیں

رہ رہو قلم کو چومتا ہوں
زورِ باز و نہیِ طبیعت
کچھ فکر نے بھی دیا سہارا
دولت و نیا کی یا گئے ہیں
کہہ دیتے ہیں دمِ تیشا و دوحوم
ناخن بھی گرہ کشاؤ دل ہیں
ناخن اب عقل کے لیے ہیں

وکیچ جو چشم بد سے انکو
ان ہاتون نے کام وہ کیچ ہیں
زحمت نہ حواس ہوش پر
لاکھون کرتے رہے تمنا
چھوٹا بھی تو دست بیچ ہو کر
چاہے جو کوئی کام برائے
محتاج انکو گدا ہیں اور شاہ
یہ قوت بازوئے ضعیفان
انکا جو کوئی طبیا نہ کھائے
ان ہاتھونکو ہین بڑی شکست
پانچون انگلی کے یہ سخن ہین
کوئی نہیں شش بہت میں ہم

انکھون میں اوسکے ناخن ہو
لاکھون دل ہاتھ میں لہریں
سب بار انھیں کے دوڑتی ہو
اون تک نہ کسی کا ہاتھ چھوٹا
کبر و نخوت سے ہاتھ دھو کر
ان ہاتھونکو آگے ہاتھ پھیلا
کیسے ان ہاتھون کو دیدار
یہ طاقت خاطر خیفان
وہ زیست اپنے ہاتھ و تھا
پھیریں وراور وں کرتے
ہم بھی نیا میں نہ جتن ہین
قوت میں شاہت میں بہتا

وصف سینہ

جرات سے بڑا ہے جانب
کیا جوش ہے کیسا دلولہ ہو
کاغذ آئینہ بن گیا ہے
اپنے گھر سے نکل پڑی ہو

اب خامہ چلا ہے با صبر
سینہ کی صفت کا جو صبر ہو
موصوف جو سینہ بن گیا ہو
حیرت دوات او بل بڑی ہے

<p>اسرار کا اسمین ہی دہشتہ جو کچھ ڈھونڈو سب اسمین جو کل جسم کے حسن کا ہی یہ صدد اس صبح کی شام ہی نہیں ہے اسمین دل جو خدا کا گھر ہے سب عیبوں سے پاک صاف ہے روشن اک گھر میں وہ قنیل دونوں کی صفت جدا جدا ہے یہ پیر ہے خدا کی نعمت سے اسمین کچھ بھوک ہو کچھ پیاس یہ لاپرواہ ضرور تو سنتے یہ قفل خزانہ پر لگا ہے اسرار نہون کسی پہ ظاہر</p>	<p>سینہ یہ خدا کا ہے خزینه ما حاصل ہیں اک طرح کو مقصود کرتے ہیں تسکین عورت و قدر ظلمت کا تو نام ہی نہیں ہے اسمین ہی حوصلہ جگر ہے اسمین نہیں غلغضہ کینہ ہو خوب دل جگر کی تمثیل سینہ سے شکم بھی گولا ہے وہ مالا مال دولتوں سے اوسمین اندیشہ ہے نہ وسوسا وہ بے خالی کدور تو ہے حلقہ جو شکم میں بناؤں گا ہے تہا یہ دولت نجاے باہر</p>
---	---

وصفِ کمر

<p>توصیفِ کمر میں عقل ہے گم جس کا کچھ بھی نہیں تپا ہو مضبوط اپنی کمر کو کر لے</p>	<p>دل میں خامہ کے بے تالام اوسکی کیا مدح کیا ثناء ہو جو اسکی صفت کو سر پہ دھر لے</p>
---	--

مضمون عجیب کی ہو تحریف
موجود کو کیسے لکھے معلوم
اسکا ہے عدم وجود تو ام
موسے مرگان چشم حیرت
ہے جسم پہ مثل جانِ ناز ہے
اک رشتہ جان لگا ہوا ہو
یا اک موج سراب ہو یہ
باریکہ جو نظر سے بیرون
کسکی زلفون کا بال لکھے
ایسی آنکھیں کہانے لائیں
اجوبہ روزگار ہے یہ

آسان نہیں ہو اسکی تعریف
ترکیب اسکی نہیں ہو معلوم
اہمیں کچھ کیف ہو نہ کچھ کم
ہے تار نگاہ عین عبرت
کچھ واسطہ اسکا درسیان ہے
مضمون کمزور چاہتا ہو
سچ ہے کہ خیال خواب ہو یہ
نازک رگ برگ گل سی افروں
بالضرر غن گاہ اسکا خال لکھے
جو جو تائیں کسے اور کسکو پائیں
جنتقاہی کی یادگار ہے یہ

وصف ما

کیا ہا تو نسے کی ہے چاہی
چمک چمک کے گرا قدم قدم
سر آنکھوں پہ جا آنکھیں پائی
جسکے قدموں کی خاک کسیر
مردہ ہو تو او میں جان آجا

خامہ کو ہے شوق یا بوسہ
بہر تعظیم پاسے اطمینان
ان پاؤں کی کیا کرے بڑائی
ایسی کسکو ملی ہے تقدیر
ٹھوکر لائی جو کوئی کھا جا

ہے دعویٰ تم باذنی انکو
ہاتھ آئے جو انکی پامالی
یہ ہیں راہ خدا کے سالک
لغزش ہرگز نہیں قدم کو
جس گریں قدم یہ رنج فرماؤ
خلقت واقف ہو اس ساری
غلمان یاں کے پاؤں زمین
پوچھے صفت انکی کوئی ہو
آئینہ زانو وہ منور
کیا خوب لگتی ہوئی ہو ہانکی

آئین جیسا ہے مر کے جلو
حاصل ہو مجب فراغ بالی
یہ متزل مدعا کے سالک
صد ہا شا باشل کے دم کو
اوس گھر کی بلالین دیو رہو زمین
دنیا پہ انہیں نے لات ماری
حور میں یہ سیر و حو کے پیون
دنیا قائم انھیں کے دم سے
جیسے آئینہ سکندر
دیکھا کہین سیر و جہانکی

خاتمہ سراپا

محمود اب لکھ چکے سراپا
مانی سے کچھ لگی کیا یہ تصویر
ہزار کی کیا ہے تاویلات
چلکر مرشد کو یہ دکھاؤ
پوچھو نہ یہ ہوس کیا ملیگا
اب کوئی غزل جہین سنادو

جیسا سنتے تھے ویسا دیکھا
لائیکا کہا نے ایسی تقدیر
جو آ کے بناے ایسی صورت
جسکی ہے صفت انھیں سنو
جب اونسے ملے خدا ملیگا
کچھ عشق کا رنگ بھی نکھاؤ

ہر حرف سے آئے ہو الفت

ٹیکے ہر لفظ سے محبت

غزل

جلوہ ہر شے میں یار کا ہی

ہر ذرہ میں چمک رہا ہی

جو حال ہے خود تو جانتا ہی

اپنی تو بس ایک دن قضا کر

ظاہر باطن جدا جدا ہی

کیا اور بھی کچھ ترسی سوا ہی

اوسکی رشی مرا گلا ہے

بیجا صلی اپنا مدعا ہے

ہے یار پہ دیر آشنا ہے

کیسے کیا طرفہ ماجر ہے

اتنی اوس بت سے التجا کر

کیا سمجھے تھے اس میں کچھ غما کر

عاشق ہیں مزین یا صبا کر

اب آئے ہو کیا یہاں جہاں کر

جو کیسی درست ہے بجا ہی

طو سینا پر ایک کیا ہے

تنہا نہیں ہر کی ضیا ہے

کیا حاجت عرض مدعا ہے

ایسی ہی اگر تری ادا ہے

بت دل میں زبان پر خفا ہے

کیون کہتی ہیں لوگ سوئی

عشق کیسو ہے اور میں مجن

ہے دل کی مراد نامرادی

ملتا تو ہے وہ مگر بدقت

سنتا نہیں حال دل کبھی نہ

منہ سے اپنے کبھی تو بولے

الفت کر بیٹھے تجھ سے بیہر

وہ باغ میں کوئی یار میں ہم

جو کچھ تھا پہلے کر کے نذر

تم اچھے ہیں بے چناں حب

اپنی تقدیر پر ہن شا کر
کیون منع ہو آہ کھینچو کی
پیمانہ عمریان ہے لبریز
اس طرح ہوا اپنے جسم میں جان
ہو جائیں ہم ان تونگو بند
اس عشق میں اپنی دین دینا
جاتے ہیں معاف کیچھو گا
جم کر رہتی نہیں کسی پاس
مشکل کی نہیں ہو فکر محمود

تم سے شکوہ کچھ گلا ہے
پیری کا یہی تو اک عصا ہے
ساقی کوئی جام بھی بھراؤ
جس طرح جاب میں ہوا ہے
کیا کیجے مرضے خدا ہے
کھو بیٹھے ہم او نکا کیا گیا ہے
جو کچھ ہننے کہا سنا ہو
دنیا بھی عجیب بیسوا ہو
موجود علی مرتضیٰ ہے

مناجات

مانگو محمود اب دعائیں
یار بستی ہی میری حاجت
جرات دی التجا کی تو نے
کچھ شرط نہ مری دعائیں
تو نے جو کچھ کیا ہے وعدا
دل سے مرے یاس کو بھلاؤ
استغنا و دے تو مجھ کو مولا

پھونچا دو عشق تک صدائیں
واہو جاے ویرا جا بیت
رغبت دی اس دعا کی تو نے
پرہیز کوئی نہود و امین
بس چاہیے اب اویس کا ایفا
صورت اسید کی دکھاؤ
رکھوں کچھ خلق کی نہ پروا

طامع نہ رہوں میں سیرم زکا
 سر پہ ہر نفس قناعت
 میں سیر ہوں در غلام ہوا
 ہر کام کو بیان سبب ہو درکار
 لیکن قیامت ہو تجھ میں بولا
 جو چاہوں نہیں خج و بگو و عیان ہو
 کار دنیا ہو مجھ پر آسان
 کہتے ہیں جسے خوشی ہو غم
 راحت سو رنج اب بدل جا
 جتنے مرے عیب ہیں نہ ہوں
 ہو دفع مرض شفا ہو باقی
 تبدیل ہو ماہیت جزو کل
 فاسق نہ ہوں نہ بنیں عاشق
 مجھ کو کسی بات کی نہ ہو فکر
 دوزخ کا نہ ڈر نہ شوق جنت
 کچھ اور نہ مجھ کو آرزو ہو
 خوشی ناخوشی ہو دل بلا سے

ہو جاؤں فقیر تیرے در کا
 ہوں شاہ کشور قناعت
 دل زندہ ہو اور نفس مردہ
 بے اوسکے کبھی نہ ہو گاہ نہا
 کر دے سبب سبب ہیا
 اور کوئی سبب در میان ہو
 اوسکا ہو عدم وجود کیسا
 بزم شادی ہو بزم ماتم
 حسرت جو دل میں نہ ہو نکلا
 لکڑے جو صدف ہیں پھون
 فانی ہو فنا بقا ہو باقی
 پتھر سے ہوں لعل خاں ہو گل
 صبح کا ذب ہو صبح صبا
 جز تیرے نہ ہو زبان پہ کچھ ذکر
 دل میں ہو فقط تیری محبت
 پس نہ وہا نہیں تو ہی تو ہو
 راضی میں ہوں کی رضا کو

مارون ترے خلاف کچھ دم
ہر چند گناہگار ہوں نہیں
دنیا بھر کے ہیں مجھ کو عیب
اب اتنی عنایت اور خدا کر
اتنی باقی رہے نہ تمیز
حیلہ ہونہ کچھ نہ ہو بہانہ
اوٹھ جائے ذرا دوئی کا پردہ
بندے یہ خدا جو مہربان ہو
ظاہر میں چھپے نہ یہ شہر بیت
بحر وحدت میں یوں نہیں غرق
تو آنکھوں میں اس طرح سما جا
مطلوب جو ہو وہی ہو طالب
کب تک مجھ کو رہی دوری
خواہاں صال ہے دل زار
مشتاق کین ترا مکان ہے
جو ہو متمنے تحلے
حال اپنا کھو لکر سناؤ

کردن تسلیم کی رہے خم
رحمت کا امیدوار ہوں نہیں
ہوں منتظر لطیفہ غیب
ہو جاؤں خودی سے اپنی ماہر
دنیا اور آخرت ہے کیا چیز
بگائلی جاے ہوں یگانہ
وحدت کا میں دیکھ لوں کاشا
دو ہوں قالب و ایک جان ہو
باطن میں بھری ہے حقیقت
مجھ میں کچھ نہیں ہے کچھ فوق
دیکھو نہیں جدھر تو ہی نظر آ
برا کین سب دلی مطالب
حاصل ہو جائے انجوری
جو یاے دوا ہو جیسے بیمار
معلوم نہیں کہ تو کہاں ہے
اوسکی کس طرح ہو تسلی
چھپنے کی جگہ نہیں بتاؤ

دے تو مجھے موت سے محبت
 ہو وصال کروصال ہو جا
 جو کل کرنا ہے آج کر جاؤں
 ناقص بوجہ نجی نہ ہو کوئی ساتھ
 میں چون اور ہو فقط تری ات
 کچھ عدل کو دخل تو ندینا
 پوچھے میرا نہ کوئی احوال
 موقوف رہیں حساب سارے
 کاتب نام ہوں یا الہی
 ہاتھوں میں فیواتِ خاتمہ بجا

جسمین نہ ہونا گوار رحلت
 آسان امر محال ہو جا
 مرغیے پیشتر میں مر جاؤں
 خالی دونوں رہیں سے ہاتھ
 خجلت ہو اوصرا ووصرنا
 جو کام ہو رحم ہی سے لینا
 تو لجا جائیں نہ میرے اعمال
 میزان رکھی رہے کنارے
 اوڑجاے سفید سی سیاہی
 سادہ اعمال نامہ رہ جا

سنلے مری اے مجیب عویا
 مقبول ابھی ہو یہ مناجا

تقریر ریختہ قلم فصاحت برقم منشی شکر اللہ صاحب المختصر
پہنیل ساکن قصبہ بھجوان ضلع کانپور شاگرد رشید جناب
مستطاب عالی لقاب خواجہ عزیز الدین صاحب زیر لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے آنکھوں کے نور دینے والے	اور دل کے سرور دینے والے
آنکھیں ہر اک کی دو بنائیں	ہر طرح کی صورتیں دکھائیں
و وہ ہو کر ایک سمجھو دیکھا	دیکھا دیکھا غرض جو دیکھا
دو آنکھیں دیکھیں ایک صورت	دو صورتیں پوچھیں ایک رت
و وحدت پہ یہ بس گواہ ہیں دو	اک نور ہے مہر و ماہ ہیں دو
ہر ذرہ میں تیرا نور دیکھا	ہر شے میں ترا ظہور دیکھا
دل کو تو نے صفائی بخشی	ہے جو ترا منظر تجلی
یہ دل ہو چل رہا ہے پنکھا	جلوہ ترا دیکھ کر غش آیا
ساک ہو کوئی یا ہو مجذوب	ہر اک کا بس تو ہی ہی محبوب
ہر گل میں تیری بو بسی ہے	ہر دل کو تیر سی لو لگی ہے
اک گن کے قلم سے تو نے کھینچا	اس علی کہ کن فکان کا نقشہ
جو کچھ ہے ترا دیا ہوا ہے	تیرا ہی عطا کیا ہوا ہے

قرآن بھی کیا نزول تو نے
روشن ہو حال خال و خدا کا
تعریف جو تو نے خود ہی لکھی
لو کہ لک لما خلقت فلان

بھیجا اپنا رسول تو نے
تافرق عیان ہو نیک و بد کا
کیا ہے صفت ہوا دہن نہ کی
کافیست نشان احمد پاک

شاعران عالی خیال و رہا ہر ان بلند مقال مخفی نہ رہے کہ یہ مثنوی
خان والا نشان رفیع المکان شاعر بہمال و فشی بہمال جناب فشی
محمود علیخان صاحب محمود انس پکٹر پولیس نشین یافتہ ساکن
قصبہ ستھرہ نے بہمال متانت و فطانت بہ توصیف عاج جمیع حقیقت
و صاعدہ صاعدہ طریقت واقف اسرار خفی و جلی جناب شاہ وارث علی
صاحب تحجیر فرمائی۔ گویا نقل میں اصل کی پوری پوری صورت دکھائی
نظام تو مثنوی میں اوس شاہ موصوف کا سراپا ہی لیکن حقیقت میں
اوقلمی صورت کا نقشہ کچھ ہے نہ دیکھی ہو اگر صورت اوس شاہ کی
تو اگر کہ یہ دیکھ لو مثنوی ہے اگر حیران لائق مصنف نہ صرف اپنی حق آگاہ
مرشد کی تعریف لکھی ہو مگر نفس لامر میں اوس سے خدا کی معرفت بھی
پسکتی ہے چونکہ اوس عارف پاکباز نے فنا فی اللہ کا مرتبہ پایا ہے۔ اور
اوس حق آگاہ کی ہر رنگ پے میں خدا کا جلوہ سمایا ہے۔ پس ایسے بزرگ
کی تعریف سے اگر خدا کی بھی توصیف لکھو تو روا ہے۔ غرض کہ جو کچھ لکھوں

صحیح اور بجا ہو۔ بہت خوب لکھی ہے یہ ثمنوی نہ نہ کبھی کہنے
 نہ ایسی سنی نہ نہیں طور سے کم کچھ اسکے مطورہ ٹپکتا ہر ہر لفظ سے کد نور
 فی الواقع حضرت مصنف ہر اک مضمون کو عجیب خوبی سے باندھا ہو۔
 ہر بیان میں نیا طرز رکھا ہو۔ ہر شعر کو عشوقیت کا مرصع لباس پہنایا ہو۔
 بلکہ ایک محبم عشوق بنایا ہو جس صفحہ پر نظر پڑتی ہو جی یا ہستا ہی ہیں
 دیکھا کرو اسی کو پڑھا کرو ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم نہ کر شمع
 واسنچل میکشید کہ با اینجاست نہ ہر نقطہ اوسکا سویداے دل
 یا بد بینوں کے لیے نیل کا تل ہے ہر مد اوسکا
 مد ابرو یا نکتہ چینیوں کے لیے تیغ قاتل ہے یا کسی
 باعث عشوق کرخ کا خال ہے یا عید کی پرست شب کا ہلال ہے
 غرض کہ شعر اور ہر مصرع اوسکا بہت دلادیز اور حسبت ہو جو کچھ اوسکی
 تعریف ہو صحیح اور درست ہو۔ اب عبارت کو طول دینا اور سامعین
 کی سمع خراشی کرنا بیکار ہو۔ لہذا ختم کرنا سزاوار ہے۔
 ایک قطعہ تارخ اردو دین اور ایک فارسی میں لکھتا ہوں جس
 تارخ ظاہر ہو ہر شخص سال طبع سے ماہ ہو
 قطعہ تارخ اردو در صنعت لکھیہ

واہ محمود علی خان صاحب	ثمنوی خوب لکھی کیا کہنا
------------------------	-------------------------

ایسی دیکھی نہ سنی کیا کہنا
عاقل و نیک و ذکی کیا کہنا
واہ رسی مستقدی کیا کہنا
بمحل و آوازیہ دی کیا کہنا
نظم محمود علی کیا کہنا

سر طرف سے پہی آتی ہے صدا
جو کہوں آپکو سب لائق ہے
اپنے مرشد کا سراپا لکھا
فکر تاریخ میں تھا ہاتھ نے
لکھ سر جہد سے مصرع سہیل

قطعہ تاریخ در فارسی

در مدح پیر خود قلمش شد گزشتان
طوطی شمال بہر تنہا گشت قصیان
کز صورت و شمال مرشد و نہنگ
بر بے بصر کجا شود دانوار عیان
آئینہ جمال عیان گشتہ در زمان

محمود خان کہ ابر گہر بار طبع او
بلبل صفت شدہ بگل مدح نغمہ
آئینہ جمال بود مثنوی او
بیندہ پے برد و بمانی ز صورتش
چون طبع نمنوی شدہ سہیل گشت

قطعہ تاریخ از تنہا طبع سخن سنہ معنی آفرین خباب تو لہ نور الدین صاحب

صاحب ہمت و شخص با قول
یک قلم ہست بہدحت شامل
سطر سطرش بہ مدائح قابل
چون مہ ز چرخ و چو شمع و مجفل
و انکہ حق ساخت جدا و باطل

خان ذی مرتبہ محمود علی
نسخہ خوب بہ نظم آوردہ
حرف جرفش بہ ستایش لائق
مدح و آرت عالی نیاست عیان
آنکہ مصباح یقین روشن کرد

آنکه از یک نظرش طالب را
آنکه از فیض دم پیرانش
گل کند برگ ویرنخل امید
هر که در خدایش از جان فاست
هر که آمد بخویشش در دم
بحر و صفش نتوانم مکرد
چه نویسم قلم فرسوده
طبع این ثنوی نغز چو شد
ناگهان داد مدامت غیب

مطلب هر دو جهان شد حاصل
صاحب عقل شده الا عقل
بشگفتانده نفسش غنچه دل
گشت صاحب نظر و صاحب دل
رفته از خود و بخدا شد وصل
که در و نایده پیدا اسما حل
چه بگویم سخنم لا طائل
طبع من گشت بسالش مائل
و ده چه انظار کمال کامل

قطعه تاریخ از سید ابوالحسن شیخ خالص حسن چیماتا بخیتاری ضلع خیمه
شاکر و چناب خواجہ عزیز الدین صاحب خالص بن عزیز لکھنوی

ز محمود این ثنوی نظم شد
جمال معانی ازین روشن گشت
سرایا میثابی نوشته که هست
کجا و صفات عارف آید زن
رقم کرن حسن سال طبع کتاب

بنحو بیست آئینه محله
شده ملک او آله صیقلی
حقائق شناس خفی و جلی
که قدر ولی میشناسد ولی
چه مطبوع شد مدح و ابرار علی

خاتمه طبع خدا کا شکر بر کتبه کتاب طبع نامی لکھنوی ۱۸۹۱ هجری قمری

1
1
1

•

1
1

1

1

1
1

1
1

1
1

This book was taken from the Library on the
date last stamped A fine of 1 anna will be
charged for each day the book is kept over
time.

1912

1912

